فیلن کی اردو بہ انگریزی لغت اور اس کے چند دلچسپ اندراجات و اسناد

ڈاکٹر رؤف پاریکھ*

Abstract:

S. W. Fallon (1817-1880) is known for the dictionaries of the Urdu language (which was also known as 'Hindustani' at that time) that he compiled. There are several Urdu-English and English -Urdu dictionaries to his credit. But his dictionary that has attracted much appreciation, and some criticism as well, is titled "A new Hindustani-English Dictionary" and subtitled "with illustrations from Hindustani literature and folk-lore". Published from Banaras in 1879, it has a rich and invaluable collection of Urdu words, phrases, proverbs and quotations from Urdu and Hindi literature. A speciality of the dictionary is the inclusion of words and expressions from Urdu's regional dialects and rustic vernaculars, a feature that most of Urdu lexicographers did not deem fit for inclusion.

This paper evaluates some of the critical opinions about this dictionary of Fallon's in the light of the modern lexicographic principles. It also studies some off the interesting and rare words/phrases/ expressions that have made it to the dictionary and are rarley found in other Urdu dictionaries considered authentic.

معروف لغت نویس ایس ڈبلیو فیلن (S. W. Fallon)(۱۸۸۰ء۔۱۸۱۷ء) کا نام علمی کاموں کے لیے معروف ہے لیکن بقولِ اکرام چغتائی اس کے باوجود اس کے حالاتِ زندگی کے بارے میں تفصیل کم ہی ملتی

* شعبہ اُردو، جامعہ کراچی

ہے(۱) مختلف لغات کی تالیف کے علاوہ فیلن نے دیگر علمی کام بھی کیے، لیکن وہ لغات کے تعلق سے زیادہ جانا جاتا ہے۔فیلن کی مرتّبہ لغات یہ ہیں:

(۱)

☆ An English-Hindustani Law and Commercial Dictionary of Wordsand Phrases used in civil, criminal, revenue and mercantile affairs, designed especially to assist translators of law papers

یہ قانونی اور تجارتی اصطلاحات کی انگریزی بہ اردو لغت ہے اور کلکتے سے ۱۸۵۸ء میں شائع ہوئی(۲) (اس زمانے میں اردو کے لیے لفظ ''ہندوستانی'' کا استعمال عام تھا جو بعض یورپی ماہرین کا دیا ہوا تھا)۔اس لغت کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۸۸ء میں رومن رسم الخط میں بنارس سے شائع ہوا(۳)۔

(۲)

☆ A Hindustani-English Law and Commercial Dictionary

یہ قانونی اور تجارتی اصطلاحات کی اردو بہ انگریزی لغت ہے۔اکرام چغتائی صاحب نے اس کا پورا نام دیا ہے جو ذرا طویل ہے(۴) لیکن اس کا ایک ایڈیشن جو راقم کی نظر سے گزرا ہے اس میں کتاب کا نام وہی ہے جو یہاں درج کیا گیا ہے اور اس میں وہ اضافی الفاظ نہیں ہیں جو چغتائی صاحب نے درج کیے ہیں۔اس ایڈیشن میں اس کے ناشر کے طور پر یہ نام دیے گئے ہیں:

E.J.LAZARUS CO, BANARAS, TRUBNER AND CO, LONDON

یہ ایڈیشن ۱۸۷۹ء میں شائع ہوا۔اس میں اردو حروف (ٹائپ) میں الفاظ و مرکبات کا اندراج ہے، تلفظ رومن میں اور تشریح انگریزی میں ہے۔سنسکرت/پراکرت الاصل الفاظ کے آگے وضاحت کے طور H (یعنی ہندی) درج ہے۔ان کا تلفظ رومن کے علاوہ دیوناگری حروف میں بھی دیا ہے۔عربی اور فارسی الاصل الفاظ کے آگے وضاحت کے طور پر A اور P لکھا گیا ہے۔

(۳)

☆ A Dictionary of Hindustani Proverbs, including many Marvari,Panjabi, Maggah, Bhojpuri and Tirhuti Proverbs, Sayings, Emblems, Aphorisms, Maxims and Similes

(یہاں ہم نے پنجابی کے وہی رومن ہجے لکھے ہیں جو لغت پر درج ہیں، گو اب اسے Punjabi لکھا جاتا ہے۔) یہ کہاوتوں، مقولوں، علامات اور تشبیہات وغیرہ کی لغت ہے اور فیلن کی وفات کے بعد آر سی ٹمپل (R. C. Temple) اور لالا فقیر چند کی نظرِ ثانی کے نتیجے میں بنارس سے ۱۸۸۶ء میں منظرِ عام پر آئی(۵)۔

آر سی ٹمپل کا پورا نام Richard Carnac Temple تھا۔ اس نے افغانستان اور برما میں جنگی خدمات بھی انجام دی تھیں اور جزائر انڈیمان کا چیف کمشنر بھی رہا(۶)۔

اس لغت کی عکسی نقل پر مبنی ایک ایڈیشن ایشین ایجوکیشن سروسز (دہلی) نے ۱۹۹۸ء میں شائع کیا۔ یہ اردو بہ انگریزی لغت ہے لیکن اس میں اردو کہاوتوں کا اندراج رومن حروف میں ہے اور انگریزی میں ترجمہ اور تشریح کی گئی ہے۔

اس لغت کی خاص بات یہ ہے کہ، جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، اس میں اردو کے علاوہ پنجابی، بھوج پوری، مارواڑی اور بعض دیگر علاقائی بولیوں کی کہاوتیں بھی شامل ہیں۔ چغتائی صاحب نے اسے محاوروں کی لغت قرار دیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ یہ proverbs یعنی کہاوتوں یا ضرب الامثال وغیرہ کی لغت ہے، اس کے نام میں محاوروں (idioms) کا کوئی ذکر نہیں اور نہ ہی اس کے مشمولات میں محاورے ملتے ہیں۔

(۴)

☆ A new English-Hindustani Dictionary

فیلن کی یہ انگریزی بہ اردو لغت پہلی بار لندن سے ۱۸۸۳ء میں شائع ہوئی تو اس پر ناشر کا نام یوں چھپا تھا:

E.J.LAZARUS CO, BANARAS, TRUBNER AND CO, LONDON

اس کا پورا نام ذرا طویل ہے اور اس کے نام میں مندرجہ بالا الفاظ کے بعد یہ عبارت درج ہے:

with illustrations from English literature and colloquial English translated into Hindustani

اس میں فیلن کی معاونت لالا فقیر چند ویش نے کی تھی جیسا کہ لغت پر فیلن کے نام اور اس کی چند دیگر کتابوں کے ناموں کے بعد لکھا تھا:

Assisted by Lala Faqir Chand Vaish, of Delhi, and others

اس کا ایک ایڈیشن پائی صاحب اینڈ گلاب سنگھ نے لاہور سے ۱۹۲۷ء سے شائع کیا۔ اشفاق احمد کے مطابق ۱۹۴۷ء کے بعد اس کا ایک اور ایڈیشن ہندوستان سے چھپا(۷) اردو سائنس بورڈ نے اس میں انگریزی لغات کی مدد سے اضافے کیے اور اضافہ شدہ ایڈیشن "انگریزی اردو ڈکشنری" کے نام سے ۱۹۷۶ء میں شائع کیا۔ سائنس بورڈ کے اس ایڈیشن کی ۱۹۹۳ء میں چوتھی طباعت عمل میں آئی۔

(۵)

☆ A new Hindustani-English Dictionary

یہ فیلن کی مشہورِ زمانہ لغت ہے اور ۱۸۷۹ء میں بنارس سے شائع ہوئی، اس سے پہلے وہ اسے کراسوں کی شکل میں چھپواتا رہا(۸)۔ اگر اس کا پورا نام لکھا جائے تو مذکورہ بالا نام میں اس ذیلی عنوان کا اضافہ ہوگا:

with illustrations from Hindustani literature and folk-lore

یہ اردو بہ انگریزی لغت ہے۔اس میں اندراجات اردوحروف (ٹائپ) میں ہیں اور انگریزی میں تشریح کی گئی ہے۔تحتی یا ذیلی اندراجات البتہ رومن ہی میں ہیں اوران کو اردوحروف میں نہیں لکھا گیا۔تلفظ رومن میں ہے اورتشریح انگریزی میں ہے۔سنسکرت الاصل یا پراکرت الاصل الفاظ کی ماٰخذ زبان کی وضاحت کے لیے S یعنی سنسکرت اور H یعنی ہندی کی علامات درج ہیں اوران کا تلفظ ناگری میں بھی دیا ہے۔عربی کے لیے A اور فارسی کے لیے P لکھا گیا ہے۔

اس کا عکسی نقل پرمبنی ایک ایڈیشن مرکزی اردو بورڈ (جس کا نام اب اردو سائنس بورڈ ہے)(لاہور) نے ۱۹۷۶ء شائع کیا۔ہندوستان سے اس کی ایک عکسی نقل پرمبنی طباعت قومی کونسل برائے فروغِ اردو (دہلی) نے ۲۰۰۴ء میں پیش کی۔

زیرِنظر مقالے کا مقصد فیلن کی اسی لغت کے بارے میں تنقیدی آرا کا جائزہ لینا اوراس کے بعض اندراجات پرتنقیدی و تحقیقی نظر ڈالنا ہے۔فیلن کی اس لغت کا شماران چند اہم اردو بہ انگریزی لغات میں ہوتا ہے جنھوں نے نہ صرف اردولغت نویسی کی تاریخ میں اہم سنگ ہائے میل کا درجہ حاصل کرلیا بلکہ جب ان انگریز لغت نویسوں کے اثر سے اردو میں باقاعدہ لغت نویسی کا آغاز ہوا توان لغات نے اس کے لیے طریقۂ کار اوراندراجات و مشمولات دونوں کے لیے بنیاد اور رہ نمائی فراہم کی۔ان انگریز لغت نویسوں میں جان گل کرسٹ، جان شیکسپیر، ڈنکن فوربس، جان ٹی پلیٹس اور بعض دیگر لغت نویس شامل ہیں۔

فیلن کی اس اردو بہ انگریزی لغت کے بارے میں گارسیں (۹) دتاسی کی رائے تھی کہ:

''یہ لغت اردو کی اور دوسری لغتوں کے مقابلے کی بہ نسبت جواب تک شائع ہوئی ہیں زیادہ مکمل ہے۔اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ حرم سرا کی عورتوں کی زبان کے خاص الفاظ اس میں شامل کیے گئے ہیں جواور دوسری لغتوں میں نہیں ملتے''(۱۰)

یہاں ''حرم سرا کی'' کے الفاظ کی ضرورت نہیں تھی بلکہ یہ گمراہ کن ہیں، کیونکہ لغت میں شامل عورتوں سے مخصوص سمجھے جانے والے یہ الفاظ اس زمانے میں ہندوستان کی عام عورتیں بھی استعمال کرتی تھیں۔خود فیلن نے بھی اس لغت میں ایسے الفاظ کو .Wom کے مخفف سے ظاہر کیا ہے اور دیباچے میں جہاں اس نے مخففات کی وضاحت کی ہے وہاں لکھا ہے:

☆ Wom. for Women's language + W. for chiefly Women

گویا یہ عورتوں کی زبان یا زیادہ تر عورتوں کے زیرِ استعمال الفاظ کا ذکر ہے، نہ کہ ''حرم سرا کی عورتوں'' کی زبان

کا۔لیکن فرانس میں بیٹھا گارسیں دتاسی، جوزندگی میں کبھی ہندوستان نہیں آیا، ہندوستان کا تصور شاید ''حرم'' کے بغیر نہیں کرسکتا ہوگا۔

اس ضمن میں فیلن کی لغت کے ان چند اندراجات کا جائزہ جن کو عورتوں کی زبان سے متعلق ظاہر کیا گیا ہے مناسب ہوگا۔مثلاً لفظ ''آنچل'' اور اس کے ان معنوں کو دیکھتے ہیں جو عورتوں سے مخصوص سمجھے جاتے ہیں۔فیلن نے اس لفظ کا ایک تلفظ ''آنچر'' اور ''آچلا'' بھی دیا ہے اور اس نے ''آنچل'' کے تحت درج بعض مرکبات کے اندراج میں بھی آنچل کی بجائے یہ دونوں تلفظ لکھے ہیں۔ یہ تلفظ یقیناً اس وقت رائج ہوں گے کیونکہ فیلن نے اپنی لغت کے لیے بڑی تحقیق کی تھی۔ چنانچہ ایک تحتی اندراج ہے(فیلن نے تحتی اندراجات رومن حروف میں دیے ہیں لیکن ہم یہاں نستعلیق ہی میں لکھیں گے)

''آنچر پھاڑنا''اور اس کے آگے .Wom لکھا ہے یعنی یہ عورتوں کی زبان ہے اور اس کے معنی دیے ہیں(فیلن معنی انگریزی میں دیتا ہے لیکن ہم یہاں اس کا ترجمہ پیش کریں گے):کسی حاملہ عورت کی چادر (یا پلو) کا ایک ٹکڑا پھاڑنا۔اس کے بعد اس نے عورتوں کے ایک توہم کا ذکر یوں کیا ہے:

> ''کوئی بانجھ عورت کسی حاملہ کی چادر کا ٹکڑا پھاڑ کر اسے اس عقیدے کے تحت فوراً ہی نگل لیتی ہے کہ اس طرح وہ بھی حاملہ ہوجائے گی۔لیکن حاملہ اسے براشگون سمجھتی ہے چنانچہ دونوں کے درمیان ہاتھا پائی ہوتی ہے''(۱۱)۔

اس کے بعد وہ آنچل/آنچر کے ایسے مزید تحتی مرکبات جو عورتوں میں مستعمل ہیں دیتا ہے اور ان کو بھی .Wom کے مخفف سے ظاہر کرتا ہے۔مثلاً: آنچر دبانا یا دابنا(یہاں یہ وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ عورتیں بوجہ شرم پستان کا لفظ نہیں بولتی تھیں اور اس کے لیے ان کی مخصوص اصطلاح آنچل یا آنچر تھی)،اور اس کے ایک معنی دیے ہیں: [بچے کا] پستان چوسنا۔ پھر مثال میں جملہ درج کیا ہے:لڑکے نے آج آنچر نہیں دبایا[یعنی دودھ نہیں پیا]۔اسی ضمن میں مزید اندراجات، جو وہ اسی مخفف کے ساتھ دیتا ہے، یہ ہیں: آنچر دینا: بچے کے منھ میں پستان دینا۔ آنچل ڈالنا/آچلا ڈالنا: سر پر چادر ڈالنا؛ ایک رسم جس میں دولھے کی بہن اس کے سر پر اپنی چادر ڈال کر اسے گھر کے اندر لے جاتی ہے۔اس کے بعد پہلے معنی کی مثال میں یہ جملہ دیا ہے: دونوں وقت ملتے ہیں سر پہ آنچل ڈال لے۔

یہاں ہم نے اس لفظ کے ضمن میں معنی اور مرکبات کے لحاظ سے صرف وہ اندراجات پیش کیے ہیں جن کے بارے میں لغت میں وضاحت کی گئی ہے کہ یہ عورتوں کی زبان ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اس دور کی عام عورتوں کا ذکر ہے اور اس کو حرم سرا سے جوڑنا درست نہیں، نہ ہی فیلن کا یہ مقصد تھا اور نہ ہی اس نے کہیں حرم کی طرف

اشارہ کیا ہے۔ بلکہ اس نے اپنے دیباچے میں عام لوگوں کی زبان، ان کے محاورات، ضرب الامثال اور عام بول چال کے استعمال کا ذکر بڑے والہانہ انداز میں کیا ہے۔ اسی لیے وہ نظیر اکبر آبادی کی زبان کو وہ اہمیت دیتا ہے جس کے وہ بجا طور پر مستحق تھے اور نظیر ہی سے وہ زیادہ استناد کرتا ہے۔ بلکہ اس نے دیباچے میں یہ تک لکھا ہے کہ ''یورپی معیار سے سچا ہندوستانی شاعر صرف نظیر ہے۔ مقامی لغت ساز اسے شاعر ہی نہیں مانتے لیکن وہ واحد شاعر ہے جس نے لوگوں تک راہ کر لی ہے اور لوگ گلی کوچوں میں اس کے اشعار پڑھتے اور گاتے ہیں، بالخصوص اس کے وطن آگرہ میں۔ [عیسائی] مبلغین اس کی شاعری سے واقف ہیں اور گلیوں میں اپنی تبلیغ کے دوران میں کبیر اور نظیر کے شعر دہراتے ہیں جس کا نمایاں اثر ہوتا ہے''۔ ادھر ایک ہمارے امیر مینائی ہیں جو فرماتے ہیں کہ لغت کی تیاری میں ''نظیر کے کلام نے ایک لفظ کا فائدہ نہیں دیا''**(۱۲)**۔

۱۸۸۴ء میں یعنی فیلن کی لغت کی اشاعت کے پانچ سال بعد جان ٹی پلیٹس (John T Platts) کی معروف لغت شائع ہوئی۔ اس کے دیباچے میں اس نے فیلن کی لغت کے بارے میں یہ رائے دی:

> ''فیلن کی ہندوستانی لغت کا ایک خاص مقصد ہے جو زیر نظر کتاب کے صفحات پر پیش کیے گئے مطالعے سے واضح طور پر الگ ہے۔ فیلن کی لغت کا مقصد مخصوص نوعیت کے الفاظ اور تراکیب کو جمع کرنا ہے۔ اردو اور ہندی ادب میں ایسے سیکڑوں الفاظ ملتے ہیں جن کو ڈاکٹر فیلن نے اپنی لغت میں جگہ دینا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ ان کے اپنے نقطۂ نظر سے یہ الفاظ محض رسمی یا مبنی بر تکلف ہیں۔ اس وجہ سے ان کی کتاب کی افادیت، جہاں تک طالب علموں کا تعلق ہے، یقیناً قابلِ ذکر حد تک کم ہوگئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ کام خاصا عمدہ ہے اور اس میں دی گئی متعدد کہاوتوں اور شاعری کے اقتباسات کی وجہ سے یہ بلاشبہ اہل علم کی نظر میں قابلِ قدر ٹھہرے گا''۔**(۱۳)**

مولوی عبدالحق لغت نویس تھے اور اردو لغات اور لغت نویسی پر ان کی عمیق نظر بھی تھی۔ فیلن کی اس لغت کے بارے میں ان کی رائے ہے کہ فیلن:

> ''نے یہ خاص اہتمام کیا ہے کہ الفاظ اور محاورات کے استعمال کی سند میں عوام کے گیت، زباں زد ضرب الامثال اور فقرے اور اساتذہ کے اشعار نقل کیے ہیں۔ لیکن اردو کے ادبی الفاظ کی طرف سے بے اعتنائی برتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ عربی فارسی لفظ جو اردو زبان و ادب میں عام طور پر مروج ہیں، [اس لغت میں] بہت کم پائے جاتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ایسے الفاظ محض فضیلت آبی جتانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ زبان میں (خواہ وہ کوئی زبان ہو) ادبی الفاظ خاص

اہمیت رکھتے ہیں اور کوئی لغت ان سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔ ۔۔۔اس میں شبہ نہیں کہ کتاب کی ترتیب وتالیف میں غیر معمولی محنت کی ہے۔"(۱۴)

پلیٹس اور مولوی صاحب نے فیلن کی اس لغت کی بنیادی خوبی اور بنیادی خامی کی طرف مختصر الفاظ میں جامع اشارہ کر دیا ہے۔لیکن اس کی خامی کی تلافی تو اردو کی دیگر چند لغات (جو اس سے پہلے اور بعد میں لکھی گئیں) سے کسی حد تک ہوگئی یعنی ادبی الفاظ اور اردو میں مستعمل عربی وفارسی الفاظ کے ذخیرے کا احاطہ بڑی حد تک لغت نویسوں نے کرلیا البتہ اس کی جو خوبی پلیٹس اور مولوی صاحب نے بتائی ہے افسوس کہ وہ اردو کی دیگر کم ہی لغات میں ہے۔ علاقائی بولیوں، عوامی گیتوں، عوامی کہاوتوں، اردو کے علاقائی یا دیہاتی تلفظ اور علاقائی رنگ کو ہمارے اکثر لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا جس سے اردو کا بڑا نقصان ہوگیا اور ایسے کئی الفاظ جو اردو کا حصہ تھے اسی تعصب اور تنگ نظری کی بھینٹ چڑھ گئے۔عوامی الفاظ، کہاوتیں اور محاورے چونکہ بے جا طور پر"غیر معیاری" اور "غیر ضروری" سمجھے گئے لہٰذا کسی لغت میں بار نہ پا سکے اور رفتہ رفتہ فنا کے گھاٹ اتر گئے۔گوپی چند نارنگ نے بالکل درست نشان دہی کی ہے کہ سراج الدین علی خان آرزو نے اردو کی پہلی لغت "غرائب اللغات" کے مولف عبدالواسع ہانسوی کو محض اس لیے شدید اعتراضات کا نشانہ بنایا کہ اس نے کئی ایسے الفاظ لکھے تھے جو اس کے اپنے علاقے کی اردو کے نمائندہ تھے اور آرزو نے حقارت سے انھیں "زبانِ جہّال" اور "زبانِ وطنِ صاحبِ رسالہ" قرار دیا ہے(۱۵) اس کے بعد انشاءاللہ خاں انشاء نے دہلی کے سادات، پنجابیوں، افغانوں اور کشمیریوں کی زبان پر بے دردی سے نکتہ چینی کی (۱۶)۔ دہلوی زبان کے معاشرتی اور مقامی تنوع نے "انشاء کے اوچھے تمسخر کے لیے کافی مواد فراہم کیا"(۱۷)۔

جب وارث سرہندی نے فیلن کی لغت کا جائزہ لیا تو انھوں نے بھی ان "نامانوس مقامی الفاظ" کو شامل کرنے پر اعتراض کیا۔لیکن ان کے اس جائزے پر تبصرہ کرتے ہوئے شان الحق حقی نے فیلن کی لغت میں مقامی بولیوں کے الفاظ کے شمول کو سراہتے ہوئے اور فیلن کا دفاع کرتے ہوئے خوب لکھا کہ:

> "ڈاکٹر فیلن نے اپنی ہندوستانی انگلش ڈکشنری میں بھی الفاظ کے معانی واستعمال کی وضاحت کے لیے جملوں، فقروں، مثلوں، کہاوتوں اور گیتوں کے بول نقل کیے ہیں جو بلا امتیاز شمالی ہند کے مختلف علاقوں کی مقامی بولیوں سے اخذ کیے گئے ہیں۔۔۔ڈاکٹر فیلن کے لیے اس وقت اپنے طور پر یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ کیا ہندوستانی یا اردو ہے اور کیا نہیں۔ وہ یہ نہیں جان سکتے تھے کہ ۱۹۸۵ء میں پاکستان کے اندر سیالکوٹ یا اسلام آباد یا کراچی میں بیٹھ کر ہم کس لفظ کو اپنائیں گے اور کس کو رد کر دیں گے کہ یہ ہمارا لفظ نہیں۔ یہ میں نے اس لیے کہا کہ جناب وارث سرہندی نے [فیلن کی لغت

میں] بہت سے الفاظ کی شمولیت پر اسی لیے اعتراض کیا ہے کہ یہ نامانوس مقامی الفاظ ہیں۔ جب مرکز ہی کا تعین نہیں تو مقامی کا کیا ذکر۔ جب دلی ولکھنؤ کو مرکز خیال کیا جاتا تھا اس وقت بھی یہ سمجھنا محال تھا کہ اساتذۂ دہلی ولکھنؤ نے اپنے محدود سرمایۂ ادب میں تمام زبان کا احاطہ کرلیا ہوگا اور یہ کہنا کہ جو انھوں نے کہہ دیا بس وہی اردو ہے، اردو کے دعواے ہمہ گیری کو باطل کر دیتا ہے''(۱۸)۔

کاش حقی صاحب کے اس علمی نقطۂ نظر کو ہم سمجھیں کہ اردو سے محبت اور اس کی حفاظت کے نام پر ''معیار'' اور ''گنوار'' کی بحث میں الجھ کر جس لسانی عصبیت، لسانی تکبر اور لسانی جاگیردارانہ ذہنیت کا مظاہرہ ہم کر رہے ہیں وہ خود اردو کے لیے سمِ قاتل ہے۔ اب ہم آرزو اور انشاء کے دور سے بہت آگے آ گئے ہیں۔ اب ہمیں جدید لسانیات کی روشنی میں اپنے لسانی عقائد استوار کرنے ہوں گے۔

نذیر آزاد کا بھی خیال ہے کہ فیلن نے عربی فارسی الفاظ کو نظر انداز کیا ہے اور اسی لیے اس کی لغت میں ''کون'' (جو کون و مکان جیسی تراکیب میں آتا ہے)، ''آبگینہ'' اور ''آب ریز'' جیسے الفاظ بھی درج ہونے سے رہ گئے ہیں(۱۹)۔ ان کے خیال میں اس لغت کی خوبیوں میں عام بول چال کے الفاظ کا شمول، عورتوں کی زبان کے الفاظ کا اندراج اور مختلف علاقوں کے تلفظ کے فرق کی وضاحت کرنا ہے(۲۰) لفظ ''کون'' اور ''کون و مکان'' کی ترکیب کے متعلق یہی بات وارث سرہندی نے بھی لکھی ہے(۲۱)۔

ایس کے حسینی بھی فیلن کی لغت کی خوبیوں کے قائل ہیں اور عورتوں کی بول چال اور مختلف طبقات سے لیے گئے الفاظ کے اندراج کے علاوہ ایک اور خوبی کا بھی ذکر کرتے ہیں یعنی لفظ کے مرکبات، لفظ کے متعلق محاورات اور لفظ کے استعمال سے متعلق اشعار اور جملوں سے استناد(۲۲)۔ مسعود ہاشمی نے بھی فیلن کی لغت میں ہندوستانی ادبیات سے اسناد، لوک گیتوں، عورتوں کی زبان، عام بول چال (روزمرہ) اور کہاوتوں کے شمول کو سراہا ہے اور اسے ''لغت نویسی کے جدید اصولوں پر مبنی'' قرار دیا ہے(۲۳)

البتہ وارث سرہندی صاحب شاکی ہیں کہ ''عامیانہ تلفظ درج کیا گیا ہے اور معیاری تلفظ بیان نہیں کیا گیا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مولف کو علاقائی اور ہندی الفاظ سے کچھ زیادہ ہی شغف تھا''(۲۴)۔

بے شک فیلن کی لغت میں بڑی خوبیاں ہیں جن میں سے کچھ کا بیان اوپر مذکور ہوا۔ اس میں شامل کثیر تعداد میں کہاوتیں، گیت، فقرے عوامی الفاظ، اردو الفاظ کے علاقائی تلفظ اور عوامی تلفظ اسے اردو کی لغات میں ایک منفرد مقام عطا کرتے ہیں۔ اس میں موجود کئی اسناد نادر الفاظ کا خزینہ ہیں۔ ان میں سے بعض الفاظ اور کہاوتوں کا اردو کی معروف و متداول لغات میں اندراج نہیں ہے حتیٰ کہ اردو لغت بورڈ کی بائیس جلدوں پر محیط لغت بھی فیلن کی

بعض سندوں اور مثالوں میں موجود الفاظ رکہاوتوں رمقولوں سے محروم ہے۔اور پھر فیلن کی لغت میں ہندوستان کے رسم ورواج،ثقافت،عقائد،توہمات،روایات اور زبانوں سے متعلق اہم اور نادر معلومات اسے ہندوستان کی تہذیب وتمدن کی بھر پور تصویر بنا دیتی ہیں۔اس میں اردو کے ادبی یا اردو میں مستعمل عربی فارسی الفاظ کی کمی اسی لیے نہیں کھلتی کہ ان کی بجائے دیگر الفاظ و مرکبات کے شمول نے اس لغت کو ایک نئی جہت اور نئی گہرائی دی ہے۔

لیکن اس لغت کی خوبیوں اور خامیوں کے ضمن میں مباحث لغت کے مشمولات تک ہی محدود رہے ہیں اور لغت نویسی کے اصولوں اور تکنیک کی روشنی میں اس لغت پر بات نہیں ہوئی ہے۔اہم بات یہ ہے کہ گو فیلن کی لغت اپنے دور کے لحاظ سے ''لغت نویسی کے جدید اصولوں پر مبنی'' ہے لیکن اس میں آج کے دور کے لحاظ سے یہ خامی ہے کہ اس میں اردو کے ہائیہ حروفِ تہجی کو الگ الگ حرف نہیں مانا گیا اور مثلاً پ اور پھ سے شروع ہونے والے الفاظ کا اندراج ایک ساتھ ہے۔اسی لیے اس میں ''پھر'' اور ''پہر'' کا اندراج ایک جگہ ملتا ہے۔اسی طرح الف ممدودہ اور الف مقصورہ سے شروع ہونے والے الفاظ ایک ہی تقطیع کے ذیل میں درج ہیں اور اسی لیے ''اب'' اور ''آب'' کا اندراج ایک ہی صفحے پر ہے۔

چلیے اسے تو اس لیے نظر انداز کیا جا سکتا ہے کہ اُس دور میں حروفِ تہجی کی تعداد، ترتیب اور ان کی حیثیت کی بحث اس منزل تک نہیں پہنچی تھی جس پر وہ آج کھڑی ہے۔لیکن اُس دور کے لحاظ سے بھی اس میں ایک ایسی خامی موجود ہے جو نہ صرف آج کے دور کے قاری کے لیے الجھن کا باعث ہے اور اس لغت میں مرکبات و محاورات کی تلاش میں اسے دقت ہوتی ہے بلکہ اس دور کے لحاظ سے بھی اس کا کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ وہ خامی یہ ہے کہ فیلن کی لغت میں الفاظ الف بائی ترتیب (alphabetical order) کے لحاظ سے تو درج ہیں لیکن تحتی یا ذیلی اندراجات کے وقت وہ ترتیبِ حروفِ تہجی کا زیادہ خیال نہیں رکھتا بلکہ کسی ایک لفظ سے متعلق کئی مرکبات، محاورات، کہاوتیں اور مقولے وغیرہ اس ایک لفظ کے تحت میں یہ دیکھے بغیر درج کر دیتا ہے کہ ان تحتی مرکبات کا پہلا جزو کیا ہے۔

اس خامی کی مثالوں سے پہلے اس اصول کی وضاحت کر دینا بہتر ہوگا۔اصول یہ ہے کہ جب لغت میں کسی لفظ کا اندراج بطور بنیادی مفرد لفظ (جسے انگریزی میں ہیڈ ورڈ headword کہتے ہیں، اردو میں اسے نذیر آزاد نے ''راس لفظ'' کہا ہے)(۲۵) الف بائی ترتیب کیا جاتا ہے تو اس کے تحت یا ذیل میں مرکبات یا محاورات یا ضرب الامثال کے اندراج کے لیے ضروری ہے کہ ان کا جزوِ اول یا پہلا لفظ اسی مفرد لفظ پر مبنی ہو جس کا اندراج بنیادی لفظ کے طور پر کیا گیا ہے۔اس کی مثال یوں لیجیے کہ لفظ ''کھیل'' کے بطور بنیادی مفرد لفظ کے اندراج کے بعد جب مرکبات و محاورات وغیرہ کا اندراج کیا جائے گا تو اس کے تحت میں ''کھیل تماشا'' کا اندراج تو ہو سکتا

ہےلیکن ''کھیلنے کھانے کے دن'' یا ''کھیلیں گے نہ کھیلنے دیں گے'' وغیرہ کا اندراج نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ''کھیلنے کھانے کے دن'' یا ''کھیلیں گے نہ کھیلنے دیں گے'' کا ابتدائی جز ولفظ ''کھیل'' نہیں ہے۔

اس اصول کے تحت لغت میں ذیلی یا تحتی اندراج کا ایک نمونہ یہ ہوسکتا ہے (پہلے بنیادی مفرد لفظ درج ہےاور پھراس کے چند ممکنہ تحتی اندراجات):

کھیل: کھیل بگاڑنا، کھیل تماشا، کھیل سمجھنا، کھیل کود، کھیل کھیلنا، کھیل نہیں ہے

کھیلا: کھیلا کھایا (بمعنی تجربے کار)

کھیلتا: کھیلتا کودتا

کھیلتے: کھیلتے کودتے، کھیلتے کھیلتے

کھیلنا: کھیلنا کودنا

کھیلنے: کھیلنے کودنے کے دن (مراد: بےفکری کا زمانہ، بچپن)

جبکہ فیلن کی لغت میں لفظ ''کھیل'' کے بعداس کے ذیلی اندراجات کچھ یوں دیے ہیں:

کھیل بگاڑنا، کھیل بنانا، کھیل بھنڈ یا بھنگ کرنا، کھیل سمجھنا، کھیل کرنا یا مچانا، کھیل کود، کھیل کھلانا، کھیل کھیلنا، کھیل نکالنا، بچوں یا لڑکوں کا کھیل، کھلاڑی کا کھیل۔

یہاں ''بچوں یا لڑکوں کا کھیل'' اور ''کھلاڑی کا کھیل'' کا اندراج درست نہیں۔ ان دو میں سے پہلا اندراج ''بچوں'' یا ''لڑکوں'' کے راس لفظ کے تحت ہوسکتا ہے اور دوسرا ''کھلاڑی'' کے ذیل میں جائے گا کیونکہ قاری اسے وہیں تلاش کرے گا نہ کہ کھیل کے ذیل میں۔ اس خامی کی وجہ سے قاری لغت میں موجود کئی خوب صورت مرکبات اور کہاوتوں کے خزانے سے محروم رہ جاتا ہے کیونکہ ان کی کنجی اپنے اصل مقام سے ہٹی ہوئی ہے۔

ایک اور مثال لیتے ہیں۔ لفظ ''کتا'' کے تحت میں اس نے ایسے کئی مرکبات دیے ہیں جو اصولاً کہیں اور ہونے چاہییں کیونکہ ان کا پہلا جزو ''کتا'' نہیں ہے۔ لیکن ان میں سے بعض بہت دل چسپ ہیں اور حکمت و دانائی سے بھرے ہیں۔ لگے ہاتھوں ان کو دیکھتے چلیں۔

فیلن نے لفظ ''کتا'' کے مختلف تلفظ دیے ہیں جو یہ ہیں: کُتّا، کُکّا، کوُکر اور بھوج پوری تلفظ کُکر۔ اس کے بعد اس نے ''کتا'' سے متعلق کچھ کہاوتیں اور کچھ فقرے دیے ہیں، مثلاً:

☆ بہن کے گھر بھائی کتا، سسرے جنوائی کتا، کتا پالے وہ کتا اور سب کتوں کا وہ سردار جو رہوے بیٹی کے بار (یہ کہاوت لفظ ''بہن'' کے تحت درج ہونی چاہیے تھی)۔

ساسرے یعنی سسرال میں، جنوائی یعنی داماد، رہوے بیٹی کے بار یعنی رہے بیٹی کے گھر۔

☆ کتے کے پاؤں جا اور بلی کے پاؤں آ (یہ اندراج لفظ ''کتے'' کے تحت میں آ سکتا ہے نہ کہ ''کتا'' کے تحت)

وضاحت میں فیلن لکھتا ہے کہ کتے کی طرح اُڑتا ہوا جا اور بلی کی رفتار سے واپس آ۔

☆ جھوٹے ہاتھ سے کتا بھی نہیں مارتے (یہ اندراج لفظ ''جھوٹے'' کے تحت میں آنا چاہیے تھا)

وضاحت میں فیلن لکھتا ہے کنجوس کی طرف اشارہ ہے کہ جس ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے اس ہاتھ سے کتے کو بھی نہیں مارتا کہ کھانے کے ذرات کتے کی طرف چلے جائیں گے۔

☆ اُترا میں بہے اُوتی آرِیں بیٹھے جل پیے کوُتی (اسے ''اترا'' کا تحتی اندراج بننا چاہیے تھا)

وضاحتاً لکھا ہے کہ بھوج پوری کہاوت ہے۔ مفہوم ہوگا کہ شمال سے ہوا چلتی ہے اور کتی جہاں بیٹھی ہوتی ہے وہیں سے پانی پیتی ہے۔ یہاں کتّی کا بھوج پوری تلفظ کوتی لکھا گیا ہے۔ کتا کی تانیث کتی ہی ہے اور کتیا تو دراصل اس کی تصغیر ہے۔ بسا اوقات کتیا تحقیر کے لیے بھی آتا ہے، خاص طور پر جب بطورِ دشنام استعمال ہو۔

فیلن نے لفظ ''کتا'' اپنے حقیقی معنی (یعنی dog) کے علاوہ دیگر معنی میں بھی دیا ہے اور اس ضمن میں بھی کہاوتیں اور مقولے درج کیے ہیں، مثلاً:

☆ آدمی پیٹ کا کتا ہے (یہ ''آدمی'' کا تحتی ہونا چاہیے)

یہاں کتا ''غلام'' کے معنی میں ہے۔

☆ یہ کتا نہیں مانتا (اس کا اندراج ''یہ'' کے تحت چاہیے)

یہاں ''کتا'' پیٹ کے معنی میں درج ہے۔

☆ مدرّسی کیا ہے کتے خصی ہے (''مدرسی'' کے تحت میں درج ہو سکتا تھا)

یہ ''کتے خصی'' کے ذیل میں لکھا ہے اور کتے خصی کے معنی دیے ہیں ''معمولی کام''۔ ''کتے خصی'' کو ''کتے کی خصلت'' کا اختصار بتایا ہے جو درست معلوم نہیں ہوتا (اس ترکیب میں خصی کا املا بعض جگہوں پر خسی اور کھسی بھی نظر سے گزرا ہے)۔

☆ تم نے تو کتے کا مغز کھایا ہے

یہ فقرہ ''کتے کا بھیجا یا مغز کھانا'' کی مثال کے طور پر دیا ہے۔ معنی دیے ہیں: بک بک کرنا۔

☆ آخرت کے کتّے (''آخرت'' کے تحت میں آنا چاہیے)

معنی لکھے ہیں: مذہبی افراد یا ''مولوی'' جو لوگوں کی دنیاوی مشکلات کو آخرت کی زندگی میں انعام کے وعدے سے آسان بناتے ہیں۔

☆ بنجاری کتا، تازی کتا، شکاری کتا

اس کے معنی لکھے ہیں hound ۔ بنجاری ایک تو بنجارا کی تانیث ہے، دوسرے معنی ہیں ''بنجارا'' کا یا اس سے متعلق۔ لیکن جن معنوں میں فیلن نے لکھا ہے وہ بھی درست ہے کیونکہ اردو لغت بورڈ کی لغت کے مطابق ''بنجاری'' شکاری کتے کے لیے بھی آتا ہے۔

☆ پنیر کتا (تلفظ: پَن یَر)

اس کے معنی میں لکھا ہے کہ یہ انگریزی کے spaniel کی تخریب ہے۔ لیکن اردو لغت بورڈ کی لغت کے مطابق ''پنیر'' کی اصل انگریزی کا لفظ pointer ہے۔ اس کے معنی ہیں کتوں کی ایک نسل جو شکار کی بو سونگھ کر اس کی سمت کی نشان دہی کرتی ہے۔ فیلن اپنی جگہ درست ہے کیونکہ pointer دراصل spaniel ہی کی ایک قسم ہے اور اسے یہ نام اس لیے دیا گیا کہ یہ کتا شکار کی بو سے اس کی طرف اشارہ یا اس کی نشان دہی کرتا ہے اور یہ انگریزی کے

point یا point out ہی سے نکلا ہے۔ لیکن pointer کے تلفظ کے بگڑ کر پنیر بننے کا امکان کم ہے، spaniel کے تلفظ سے ''ایس'' کو نکال دیا جائے تو اس کا تلفظ ہی ''پنیر'' سے زیادہ قریب ہے۔

☆ گُرجی کتا

اس کے معنی فیلن نے لکھے ہیں: (کردستان کا) ایک قسم کا چھوٹا کتا۔ یہاں فیلن کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ دراصل کردستان کی بجائے ''گُرجستان'' ہونا چاہیے جو ''جارجیا'' (Georgia) کے معنی میں ہے کیونکہ ''گُرجی'' گُرجستانی (Georgian) کا مفہوم رکھتا ہے یعنی جارجیا (گرجستان) کا یا جارجیا (گرجستان) سے متعلق۔ اس کی تصدیق اسٹین گاس کی فارسی انگریزی لغت سے بھی ہوتی ہے جس نے ''گُرج'' کے معنی ''جارجیا اور جارجیا کا باشندہ'' دیے ہیں، نیز ''گرجستان'' کے معنی ''جارجیا'' دیے ہیں اور ''گُرجی'' کے دیگر معنوں کے علاوہ ایک معنی A Georgian اور a kind of dog بھی دیے ہیں۔

☆ گُلڈانک کتا

ا سے فیلن نے bull dog کی تخریب قرار دیا ہے جو درست ہے لیکن اس کا املا اردو میں بالعموم ''گلڈانگ'' (یعنی آخر میں کاف کی بجائے گاف) کیا جاتا ہے، جیسا کہ اردو لغت بورڈ کی لغت میں شامل اسناد سے بھی ظاہر ہے۔

حواشی

۱۔ تعارف،مشمولہ Fallon's English-Urdu Dictionary ، ص ۱۰۔ چغتائی صاحب کے مطابق فیلن کا تذکرہ بہت کم کیا گیا ہے اور گریرسن کی مختصر تحریر (جس کا ترجمہ مولوی عبدالحق کی قواعدِ اردو کے دیباچے میں درج ہے) اور سی ای بک لینڈ کی Dictionary of Indian biography میں فیلن کے اجمالی ذکر کے علاوہ گارسیں دتاسی کی تحریروں سے بعض اشارے ملتے ہیں جن سے، بقول ان کے، محی الدین قادری زور نے معلومات اخذ کی ہیں (ص ۱۰۔۱۱)۔

۲۔ چغتائی، محمد اکرام، محولہ بالا، ص ۱۲۔

۳۔ ایضاً، ص ۱۳۔

۴۔ ایضاً۔ کتاب کے نام میں اضافی الفاظ یہ ہیں:

comprising many Law phrases and notes in addition to the Law phrases given in the general dictionary

۵۔ چغتائی، ص ۱۴۔

۶۔ بک لینڈ، ص ۴۱۹۔۴۱۸

۷۔ اشفاق احمد، عرضِ ناشر، مشمولہ Fallon's English-Urdu Dictionary، ص ۲۰

۸۔ چغتائی، ص ۱۳۔

۹۔ اردو کے معروف فرانسیسی عالم گارسیں دتاسی (Garcin De Tassy) کو اردو میں بالعموم گارسیں کی بجائے گارساں لکھا جاتا ہے لیکن ڈاکٹر آغا افتخار حسین کے مطابق اس کا صحیح تلفظ گارسیں ہے۔ یورپ میں تحقیقی مطالعے، ص ۵، حاشیہ۔

۱۰۔ مقالاتِ گارساں دتاسی، ج ۱، ص ۲۱۶۔

۱۱۔ فیلن، Preface، ص xxiii

۱۲۔ ملاحظہ ہو امیر مینائی کا خط مشمولہ مکاتیبِ امیر مینائی، مرتبہ احسن اللہ خان ثاقب، ص ۲۰۱۔

۱۳۔ A dictionary of Urdu, classical Hindi and English, Preface، ص iii

۱۴۔ مقدمہ، لغتِ کبیر، ج ۱، ص ۲۸۔۲۷

۱۵۔ اردو زبان اور لسانیات، ص ۲۶۱۔۲۶۲

۱۶۔ محولہ بالا، ص ۲۶۱۔

۱۷۔ ایضاً۔

۱۸۔ تقریظ، کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ۲،ص ۳

۱۹۔ اردو لغت نگاری: مستشرقین کا حصہ، اخبار اردو، اسلام آباد، جولائی ۱۹۹۹ء،ص ۲۲۔

۲۰۔ ایضاً،ص ۲۲۔۲۱

۲۱۔ کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ۲،ص ۱۸۔

۲۲۔ اردو لغت نویسی اوراہل انگلستان، مشمولہ افکار، کراچی، برطانیہ میں اردو نمبر،ص ۱۶۲۔۱۶۱

۲۳۔ اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ،ص ۵۹۔

۲۴۔ کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ۲،ص ۱۸۔

۲۵۔ لغت نگاری: اصول وقواعد،ص ۶۔

فہرستِ اسنادِ محولہ

۱۔ احمد، اشفاق، عرضِ ناشر، مشمولہ Fallon's English-Urdu Dictionary، اردو سائنس بورڈ، لاہور، طبع چہارم، ۱۹۹۳ء

۲۔ اردو لغت بورڈ، اردو لغت (تاریخی اصول پر) متفرق مجلدات، اردو لغت بورڈ، کراچی۔

۳۔ اسٹین گاس، ایف (Steingass, F.)، A comprehensive Persian-English dictionary، سنگ میل، لاہور، ۲۰۰۰ء۔

۴۔ افتخار حسین، آغا، یورپ میں تحقیقی مطالعے، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۷ء۔

۵۔ آزاد، نذیر، اردو لغت نگاری: مستشرقین کا حصہ، اخبار اردو، اسلام آباد، جولائی ۱۹۹۹ء۔

۶۔ آزاد، نذیر، لغت نگاری: اصول وقواعد، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۱۲ء۔

۷۔ بک لینڈ، سی ای (Buckland, C. E.)، Dictionary of Indian biography، سنگ میل، لاہور، ۱۹۸۵ء۔

۸۔ پلیٹس، جان (Platts,John T) A dicctionary of Urdu, classical Hindi and English مطبوعہ منشی رام منوہر لال پبلشرز، دہلی، ۱۹۹۳ء۔

۹۔ ثاقب، احسن اللہ خان، مکاتیبِ امیر مینائی، مطبعۂ ادبیہ لکھنؤ، طبع دوم، ۱۹۲۴ء۔

۱۰۔ چغتائی، محمد اکرام، تعارف، مشمولہ Fallon's English-Urdu Dictionary ، اردو سائنس بورڈ، لاہور، طبع چہارم، ۱۹۹۳ء۔

۱۱۔ حسینی، الیس کے، اردو لغت نویسی اوراہل انگلستان، مشمولہ افکار، کراچی، برطانیہ میں اردو نمبر، ۱۹۸۱ء۔

۱۲۔ حقی، شان الحق، تقریظ، کتبِ لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ۲، (مصنفہ وارث سرہندی) مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء۔

۱۳۔ دتاسی، گارسیں، (De Tassy, Garcin)، (مترجمہ یوسف حسین خان) مقالاتِ گارساں دتاسی، ج ا، انجمن ترقی اردو، کراچی، طبع دوم، ۱۹۶۴ء۔
۱۴۔ سرہندی، وارث، کتبِ لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ۲، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء
۱۵۔ عبدالحق، مولوی، لغتِ کبیر، ج ا، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۱۹۷۳ء۔
۱۶۔ فیلن، ایس۔ڈبلیو، (A new Hindustani-English dictionary, (Fallon, S. W. مطبوعہ قومی کونسل برائے فروغ اردو، دہلی، ۲۰۰۴ء۔
۱۷۔ نارنگ، گوپی چند، اردو زبان اور لسانیات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء

❀......❀......❀